انقلابِ ایران اور ایران کی سُنّی اقلیت

بعض حقائق

* ۱۔ انٹرویو۔ شیخ محمد بن صالح ضیائی۔ ایرانی
* ۲۔ انٹرویو نگار۔ ہفت روزہ المجتمع کویت
* ۳ ——— ترجمہ :۔ آفتاب عالم
* ۴ ——— بشکریہ :۔ تعمیر حیات لکھنؤ

ایران کے ایک سُنّی عالم کے ساتھ لیا گیا یہ انٹرویو ہم کویت کے ہفت روزہ "المجتمع" سے نقل کر رہے ہیں پیشِ نظر انٹرویو میں جنوبی ایران میں بسنے والے سنّی عربوں کے شاہنشاہی عہد اور انقلابی ایران کے زمانہ کے حالات وکیفیات کی نقاب کشائی کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ یہ انٹرویو شیخ محمد بن صالح ضیائی سے لیا گیا ہے جن کا شمار ایران کے ممتاز سنّی علماء میں ہے۔ موصوف شیخ بن باز کے ایک سعادت مند شاگرد شہر "بندر عباس" کی جامع مسجد کے خطیب، اور تیرہ سال سے ایک معہد میں عربی اور اسلامی علوم کے استاذ ہیں۔ ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کے لئے سب سے پہلے شہر "عوض" کے ایک سنّی دینی مدرسہ میں "احمد فقہی" کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ پھر دینی تعلیم کی تکمیل کے لئے ۱۹۶۰ء میں مدینہ منورہ چلے گئے اور ۱۹۶۳ء میں جامعہ اسلامیہ کا افتتاح ہوا۔ تو انہوں نے جامعہ اسلامیہ میں داخلہ لیا ۱۹۷۰ء میں فراغت حاصل کی۔ اور اس کے بعد ہی سے ایران میں سنّی مسلمانوں کی خدمت میں لگ گئے۔

یہ گفتگو جنوبی ایران کے ایک شہر "عوض" میں ایک نہایت سادہ سی عمارت میں ہوئی جنوبی ایران میں بسنے والے سنّی مسلمان دراصل عرب ہیں۔ بلوچی سنّیوں کا قیام پاکستان کی سرحد پر بلوچستان کے علاقہ میں ہے۔ کردوں کا شمال مغربی ایران میں کردستان کے علاقہ میں۔ خراسانیوں کا روس و افغانستان کی سرحد پر اور ترکوں کا شمالی ایران میں۔ یہ پانچوں سنّی قومیں ایران کے چاروں کناروں پر آباد ہیں۔

شاہی دور کے سنّی طلبہ

مجتمع :۔ ہم شاہی دور کے ایرانی اہل سنت وجماعت مسلمانوں کے حالات جاننا

چاہتے ہیں۔

شفیع ضیائی۔ اسلامی انقلاب سے پیشتر سنّی مسلمان واقعتہً لادینی زندگی گذارتے تھے۔ معاشرہ میں فساد و گمراہی کا دور دورہ تھا۔ شیعہ ہو یا سنّی کوئی بھی شخص شاہ کی توجہ وعنایت سے بہرہ مند نہیں ہو سکتا تھا۔ شاہ کی ساری توجہات وعنایات فرقہ بہائیہ کے ساتھ مخصوص تھیں جس کی وجہ سے سنیوں کو گذشتہ پچاس سالوں میں (خصوصاً رضا شاہ پہلوی کے دور میں) عظیم نقصان سے دوچار ہونا پڑا۔ مثال کے طور پر "مسئلہ رفع حجاب" ہی کو لے لیجئے۔ غور فرمایئے کہ اس کی پاداش میں کتنے سنّی خاندانوں کو اپنا محبوب وطن خیرباد کہہ کر خلیج کے مختلف دور دراز شہروں کی راہ دیکھنی پڑی۔ اس پر طرہ یہ کہ شاہی دور میں سنیوں کو کسی طرح کے اجتماعی حقوق حاصل نہ تھے۔ ان کے مدرسے برائے نام تھے۔ اس ستم ظریفی کا کچھ اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ "بندر لنجہ" جیسے ۹۹ فیصدی سنّی شہریوں پر مشتمل شہر میں محض ایک دینی درسگاہ تھی جس میں ائمہ مساجد وغیرہ تربیت حاصل کرتے تھے۔ مزید برآں اس مدرسہ کی کوئی سرکاری ضمانت بھی نہ تھی اور شہر "عوض" میں بھی صرف ایک دینی مدرسہ ہے جس کی مالیات کی فراہمی کی ذمہ داری کویت اور دیگر عربی ممالک کے محسن ومخلص کارکنوں کے سر ہے۔ شاہی حکومت نے جنوبی ایران کی ایک ہزار سنّی مسجدوں میں سے کسی ایک مسجد کے بھی اخراجات کی ذمہ داری نہیں لی۔

سنیوں کو تعلیمی وتربیتی پہلو سے بھی مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ یونیورسٹیاں قائم تو ضرور تھیں لیکن ایسے شہروں میں جن کے رنگ ڈھنگ اور وضع قطع پر شیعی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ شیعی طالب علم تو اسے دل کی آواز سمجھ کر وقت کے سانچے میں ڈھل جاتا تھا۔ لیکن سنّی طالب علم کو دو صبر آزما مراحل میں سے ایک کو طے کرنا پڑتا تھا یا تو وہ شیعی مذہب اختیار کرکے خلفائے راشدین، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین کرے اور ان کے بارہ میں نامناسب کلمات استعمال کرے۔ اور سنّی طالب علم اس لعنت میں گرفتار ہونے پر تیار نہیں۔ یا پھر اشتراکیت کے مادی نقطۂ نظر کو اپنا کر "سلوشلزم" کا علمبردار بن جائے۔ (جیسا کہ آج کی صورت حال ہے) اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے مناسب تھا کہ ہر یونیورسٹی میں سنیوں کا کم سے کم چھوٹا سا کتب خانہ ہوتا اس طرح یونیورسٹی کے طلبہ کا رجحان کسی قیمت پر اشتراکیت کی طرف مائل نہ ہوتا۔ لیکن یہ کمی ہمیشہ محسوس کی گئی اور اس کمی کے نتیجہ میں یونیورسٹی کے اکثر وبیشتر سنی طلبہ اشتراکی نظریات کے حامل ہوگئے۔ یہ وہ سب سے بڑا نقصان ہے جو ایرانی انقلاب سے پہلے سنّی مسلمانوں کو پہنچا۔ اور انقلاب کے بعد اس کے بُرے نتائج ظاہر ہونا شروع ہوگئے۔

> مذہب اہلسنت کی تائید وحمایت کے سلسلہ میں انقلاب نے کسی قسم کا اقدام نہیں کیا!

مجتمع :- انقلاب کے بعد اہل سنت کے حالات میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی ؟

شفیع ضیائی۔ بعض جہات سے تبدیلی ہوئی۔ مثلاً سنّی شہروں کی اجتماعی واخلاقی خرابیوں کے اثرات پوری

طرح سے زائل کئے گئے جس سے سنی مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا لیکن جیسا کہ معلوم ہے کہ حکومت کا سرکاری مذہب شیعیت ہے اس لئے لازماً ذمہ داران حکومت اہل سنت والجماعت کے مذہب کی طرف توجہ نہیں دیتے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دونوں فرقے اس شان سے رہیں کہ ایک قوم معلوم ہوں اور ان کے درمیان کوئی فرق و امتیاز نہ ہو۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا شمار اسلام کی مایہ ناز اور مخلص شخصیتوں میں سے ہے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دخول جنت سے شرف یاب ہوں گے۔ اس کے برخلاف شیعہ (معاذ اللہ) انہیں جہنمی قرار دیتے ہیں۔ سنیوں کا عقیدہ ہے کہ علماء اسلام کا منصب و مقام اقتدار وقت کی رہنمائی ہے۔ اور شیعوں کا خیال خام ہے کہ علماء دین کو نبیوں کا درجہ حاصل ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرح ان کا فیصلہ بھی قطعی و آخری ہے سنی و شیعہ کے مابین اسی طرح اور بہت سے اختلافات ہیں تو پھر اتحاد و اتفاق کہاں ممکن ہے؟

اہلسنت کی کتابوں کی طباعت میں حکومت کی ہمت افزائی کا فقدان

مجتمع :۔ کیا انقلابی حکومت بذات خود سنیوں کے لئے دینی مدارس کے قیام اور تعمیر مساجد کا کام انجام دیتی ہے اور سنیوں کی دینی کتابوں کی نشر و اشاعت کا موقع فراہم کرتی ہے؟

شیخ ضیائی ۔ حکومت نے سنیوں کے لئے ایک مدرسہ بھی نہیں کھولا ہم نے "بندر عباس" میں خود ایک غیر سرکاری دینی مدرسہ کی بنیاد ڈالی لیکن حکومت نے اس میں کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کی۔ اسی طرح بلوچستان میں بھی متعدد دینی مدارس کا قیام عمل میں آیا۔ انقلابی حکومت نے اس میں بھی دخل اندازی نہیں کی۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ان اندرونی اور بیرونی خانہ جنگیوں کی وجہ سے دینی مدارس کے ساتھ حکومت کا موقف ور ویہ ابھی تک کچھ واضح ہو کر سامنے نہیں آسکا لیکن اہل سنت کی دینی کتابوں کی حد تک تو یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ان کی اشاعت کے سلسلہ میں حکومت نے کسی طرح کی ہمت افزائی نہیں کی جب کہ حکومت ان شیعی کتابوں کی نشر و اشاعت میں بھرپور تعاون کر رہی ہے جن میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام پر سب و شتم اور اہل سنّت کی مخالفت کی گئی ہے۔ یہ چیز ہمیں یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ حکومت اہل سنّت کی فلاح و بہبود میں کسی طرح کا حصہ لینا نہیں چاہتی۔

صحابہ کرامؓ کے سب و شتم کا "انقلاب" پہ زور جاری ہے

مجتمع :۔ کہا جاتا ہے کہ بعض متعصب شیعوں کی جانب سے سنیوں کو بری طرح تنگ کیا جارہا ہے جیسے ان کی مسجدوں کی بے حرمتی اور صحابہ کرامؓ پر سب و شتم۔ تو یہ کہاں تک صحیح ہے؟

شیخ ضیائی ۔ جہاں تک سنیوں پر دست درازی اور ان کی مسجدوں کی بے حرمتی کی بات ہے تو یہ بالکل بے بنیاد بات ہے۔ البتہ انقلاب کی ابتداء میں شہر "لنجہ" میں واقع ہونے والے شیعہ سنی فساد سے مسلمانوں کو کچھ گزند پہنچا۔ اس کو برانگیختہ کرنے میں دراصل بائیں بازو کے لوگوں کا ہاتھ تھا۔ اور اس کے پس پردہ یہ سازش تھی

کہ حکومت کو بعض اندرونی معاملات میں الجھا دیا جائے۔ اس میں ۱۲ شیعہ اور ۲ سنی کی جانیں تلف ہوئیں۔ اس فساد پر حکومت نے قابو پا کر معاملہ رفع دفع کر دیا لیکن ابھی تک اس کی صحیح وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ یہ جنوبی ایران کے حالات تھے۔ کردستان ہمارے جانے کا اتفاق تو نہیں ہوا لیکن یہ سننے میں کبھی نہیں آیا کہ وہاں کی کسی سنی مسجد پر تالا پڑ گیا ہو۔

اتنی بات تو بہر حال صحیح ہے کہ حضرت علی، حسن، حسین اور ائمہ شیعہ کو چھوڑ کر بقیہ سارے صحابہ کی اہانت اور ان پر سب وشتم کی حکومت تائید کرتی ہے۔ انقلابی نمائندوں نے تو باقاعدہ بعض دیہاتوں میں ایسے رسائل تقسیم کئے جن سے صاف صحابہ کرامؓ کی توہین اور ان کی شان میں گستاخی ہوتی ہے۔ ذمہ داران حکومت سے جب اس کی شکایت کی گئی تو محض سنی علاقوں میں ان رسائل کی تقسیم پر پابندی عائد کی۔ یہاں اس تلخ حقیقت کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ شیعہ بنا بر صحابہ کرامؓ کو خائن وغدار، فاسق وفاجر، ملحد ولادین اور دوزخی وجہنمی قرار دیتے ہیں مثال کے طور پر ابھی حال ہی میں رمضان سے قبل آیت اللہ خمینی ٹیلی ویژن پر آخری بات کہہ دی کہ "ماتم کی محفلیں سجاتے رہنا ابتدائے اسلام سے آج تک فرقہ ناجیہ کا خاص شعار رہا ہے" اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ جو گریہ وزاری اور آہ وبکا نہیں کرتے سیاہ لباس نہیں پہنتے وہ غیر ناجی ہیں۔ اس سے اشارہ آپ کے اس ارشاد کی طرف ہے

"تفترق امتی الی ثلاث وسبعین فرقۃ واحدۃ منہا ناجیۃ والباقی فی النار"

میری امت ۷۳ فرقوں میں منقسم ہوگی جس میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ بقیہ سب کے سب ناری۔

یہ آیت اللہ خمینی کا اہل سنت کے جہنمی ہونے کا صاف فیصلہ ہے۔ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں اس کی پوری تائید کرتی ہیں۔ اور اس قسم کی کتابوں کی نشر واشاعت میں بھرپور تعاون کیا جاتا ہے۔

ایرانی دستور۔ اور اہل سنت کے حقوق مجمع۔ عالی جناب! ہماری خواہش ہے کہ آپ اس پر روشنی ڈالیں کہ جدید ایرانی دستور کے سلسلہ میں اہل سنت کے احساسات کیا ہیں جس میں اہل سنت کو ذمیوں کا سا درجہ دیا گیا ہے۔ اور ان کو صدارت، وزارت عظمیٰ، خمینی کی قائم مقامی کرنے والی مجلس کی ممبری اور افواج کی سربراہی جیسے کلیدی عہدوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔

شیخ ضیائی۔ جدید دستور کی رو سے بعض حقوق کی محرومی کی وجہ سے اکثریت "احساس کہتری" کا شکار ہے۔ وہاں کی اقلیت کا تو یہ خیال ہے (اور میں بھی انہی میں سے ہوں) کہ جدید دستور میں جو بات پیدا ہو گئی ہے وہ بالکل فطری ہے۔ چنانچہ اکثریت کبھی اقلیت کو پورے حقوق نہیں دیتی۔ میرے خیال میں اگر ایرانی دستور میں شیعی مذہب کی توضیح وتصریح کر دی جائے تو مسلمانوں کے مستقبل کے لئے ایک بہترین اقدام ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں ایران کے اندر سب وشتم، لعن طعن، ماتم ونوحہ اور گریباں دری وغیرہ جو کچھ بھی ہوگا شیعی مذہب

کے نام پر ہوگا - نہ کہ اسلام کے نام پر - اس لئے کہ ان باتوں کا شیعہ مذہب کی تصریح کے بغیر محض اسلام کے نام پر ہونا کہیں زیادہ خطرناک ہوگا - میرے اس خیال کی امید ہے بہت سے علماء تائید کریں گے -

ایران میں حکومت اہلسنت کے اتحاد و اتفاق کو پسند نہیں کرتی

مجتمع - عرب، کرد، ترک، بلوچ اور بعض ایرانی اہلسنت کے درمیان کوئی متحدہ پلیٹ فارم بنانے کے سلسلہ میں کہاں تک اتحاد و تعاون پایا جاتا ہے؟

شیخ ضیائی - افسوس ہے کہ اہل سنت میں کوئی اتحاد نہیں - جو ان کے مشترکہ مسائل و مطالبات کے لئے انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکے - اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ اہل سنت جغرافیائی حیثیت سے ایران کے مختلف خطوں میں بٹے ہوئے ہیں - جن میں سے ہر ایک دوسرے سے ہزاروں کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے جس کی وجہ سے ان کا آپس میں ملنا جلنا بہت مشکل ہے - اور اس کا دوسرا سبب یہ بھی ہے کہ ان مختلف خطوں میں زبان اور مسائل کا بھی اختلاف ہے چنانچہ کردستان تقریباً ۵۰ سال سے آزادی کا مطالبہ کر رہا ہے جب کہ ایران کے سنیوں کا اس قسم کا کوئی مطالبہ نہیں - بلوچستان سے اردو سے ملتی جلتی اپنی خاص زبان ہے - ترکوں کی ترکی سے ملتی جلتی اپنی الگ زبان ہے - جنوب کے سنی اپنے مافی الضمیر کی ادائیگی کا کام فارسی زبان سے لیتے ہیں - یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مذہب اہل سنت کو نصف صدی سے حکومت کی تائید و حمایت نہ ملنے کی وجہ سے شریعت سے جہالت و ناواقفیت عام ہے - اگر بعض قدیم مذہبی کتابیں ہیں بھی تو زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتیں - ادھر ایرانی قافلہ تہذیب سے پیچھے رہ جانے کا احساس سنیوں میں تیز سے تیز تر ہوتا جا رہا ہے ۔ اس تلخ حقیقت کا مشاہدہ سنیوں کے شہر "عوض" کے قریب ہونے والے دو شیعہ شہر "جہرم" اور "لار" میں کیا جا سکتا ہے - اہالیان جہرم و لار اپنے نونہالوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے "قم" و "مشہد" بھیجتے ہیں - یہ نونہالان شیعہ وہاں سے حجۃ الاسلام بن کر نکلتے ہیں - اور شیعہ مذہب کے دقائق و غوامض کی تشریح اور اس کے معارف و حقائق کی گرہ کشائی کرتے ہیں - اور ہماری پوزیشن یہ ہے کہ ہمارے پاس نہ تو دینی ادارے ہیں نہ ہی علمی مراکز - ہم نے اپنے طلبہ کو "عوض" سے مدینہ یونیورسٹی بھیجنے کا ارادہ کیا بھی تو نہایت تاخیر سے - ان سب باتوں کی وجہ سے سنیوں میں یکجہتی مفقود ہے - ویسے یوں بھی حکومت سنیوں سے اتحاد و اتفاق کا خیر مقدم نہیں کرتی - اس کی سب سے واضح مثال یہ ہے - کہ :-

محمد علی رجائی کی وزارت عظمی اور بنی صدر کی صدارت کے عہد میں ایران کے تمام علماء سنت کو تہران میں ایک علمی کانفرنس کے انعقاد کی دعوت دی گئی - اس کانفرنس میں علمائے سنت کی ایک ایسی خاص مجلس کی تشکیل کا حکومت سے مطالبہ کرنے کے لئے قرارداد بھی پاس کی - جو کہ حکومت کے تمام شعبہ ہائے وزارت کے دینی امور کی سرپرستی کا کام انجام دے - اور ہر نشیب و فراز میں سنیوں کا مرجع ہو - لیکن ان تمام کوششوں پر رجائی نے یہ کہہ کر پانی پھیر دیا کہ "ایسا کبھی نہیں ہو سکتا - یہ مجلس حکومت کی ترقیوں کی راہ میں سنگ گراں ثابت ہوگی" اس طرح

کانفرنس کی یہ پاس شدہ قرارداد تشنۂ تعمیل رہ گئی۔ کیونکہ رجائی کی نظر میں یہ مجلس خرمن امن و امان کے لئے برق بے اماں کے رادف تھی۔

سنیوں کی اقتصادی ناکہ بندی

مجتمع: کیا حکومت سنی اور شیعی علاقوں کی خدمت میں کسی طرح کا فرق و امتیاز برتتی ہے؟

شیخ ضیائی: حکومت کا دامن اس ناانصافی سے پاک ہے یا نہیں؛ یہ تو ہمیں معلوم نہیں لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض ذمہ داران حکومت محض اپنی غرض کی خاطر اس سلسلہ میں بدعملی سے کام لیتے ہیں۔ جیسا کہ یہ بات جزیرہ " قم " اور بعض ان سنّی جزیروں میں دیکھنے میں آئی ہے جن میں بعض سنیوں کی حکومت نے جنوبی و شمالی خلیج کے سارے تجارتی روابط ختم کرکے " اقتصادی ناکہ بندی" شروع کر دی ہے۔ محض یہ جان کر کہ ان جزیروں میں بسنے والے ۹۰ فیصدی سُنی ہیں۔ اور بعض اشخاص پر کچھ سنی مسلمانوں کو دبئی سے " بندر عباس " منتقل کرنے کے ۲۰ سالہ قبل جرم پر ابھی تک مقدمہ چل رہا ہے۔ لیکن بظاہر ان سارے اقدامات کے پس پردہ مفاد پرست اور نفع خور ذمہ داران حکومت کا ہاتھ ہے۔ حکومت کا اس میں کچھ دخل نہیں۔

خرافات کا مقابلہ اور قبوں کا منہدم کرنا ممکن نہیں

مجتمع: بدعات و خرافات، اولیاء و صالحین کے مزارات اور سنّی مسلمانوں کی قبروں پر قبوں کی تعمیر کا مقابلہ کرنے میں سنّی مسلمان علماء کا کیا کردار ہے؟

شیخ ضیائی: بدعات و خرافات اور وہم و گمان کے ماحول سے پنجہ آزمائی بالکل ممکن نہیں۔ کیونکہ اول تو شیعہ مذہب کی بنیاد ہی قبروں کی تعظیم اور اس کے تقدس پر ہے اور ثانیاً شیعی مذہب کو حکومت کی تائید و حمایت حاصل ہے اس لئے بدعات و خرافات کے خلاف آواز اٹھانا دراصل حکومت سے عداوت مول لینے کے مرادف ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ سعودیہ میں قبوں کو کس نے منہدم کیا؟ اور قانون کون نافذ کرتا ہے؟ ظاہر ہے کہ حکومت۔ اس لئے میری سمجھ سے سنّی علماء جنوبی ایران میں قبوں کی تعمیر اور بدعات و خرافات کے مقابلہ سے قاصر ہیں۔ البتہ حکومت اس کام کو تن تنہا انجام دے سکتی ہے۔ اس سلسلہ میں باہمی تفاہم بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

سنّی مسلمانوں کا سوشلسٹ ہو جانا ان کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے

مجتمع: کیا سنیوں کی کوئی اسلامی تحریک مغربی و اشتراکی رجحانات سے محفوظ رکھنے اور اسلام اختیار کرنے کی دعوت کا کام انجام دے رہی ہے؟

شیخ ضیائی: الحمدللہ ہمارے سنّی معاشرہ کی فضا دینی ہے اور نوجوانوں کے رجحانات و خیالات اسلامی ہیں البتہ ہمارے سنّی نوجوان بائیں بازو کی اشتراکی جماعت کے نظریات سے متاثر ہیں اور یہ سب کچھ شاہ کے دور کی ایرانی یونیورسٹیوں کا کرشمہ ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس وقت وہ مخلص داعی نہیں جو اس طوفان کو روکنے کے لئے ایک آہنی محاذ بنائیں کتنے عار کی بات ہے کہ ہمارا نوجوان طبقہ "سرخ اشتراکیت" کا علمبردار اور روسی بالشویک تحریک کا حامی ہو جس کی افغانستان میں خون آشامیوں اور زہر چکانیوں سے کوئی ناواقف نہیں؟